

"یہ کون ہے؟"

نمبر 3394

ایک وعظ

شائع شدہ بروز جمعرات، 19 فروری 1914

مبلغ: سی۔ ایچ۔ اسپرجن

مقام: میٹروپولیٹن ٹیبرنیکل، نیوننگٹن

تاریخ وعظ: جمعرات کی شام، 19 اگست 1869

جب وہ یروشلم میں داخل ہوا تو سارا شہر ہل گیا، یہ کہتے ہوئے، یہ کون ہے؟

متی 21:10

یہ پہلا موقع نہ تھا کہ یہ سوال کیا گیا ہو، یا اسی شخص کے بارے میں پوچھا گیا ہو۔

یہ کون ہے؟" ہمارے خداوند کے بارے میں ایک عام سوال ہے۔ "یہ کون ہے جو ادم سے آتا ہے، بُصراہ سے رنگین لباس"

پہنے؟" "یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟" وغیرہ۔

یقیناً فرشتے، جو رحمت گاہ پر کھڑے دکھائے گئے ہیں اور اُس کی سنہری شوکت پر جھانک رہے ہیں، قدیم ایام میں اسی سوال "کو جانچنے کی آرزو رکھتے تھے اور بارہا ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے، "یہ کون ہے؟"

ہم نبی کو ایک ایسے شخص کا ذکر کرتے سنتے ہیں جو اپنے رفقا سے بڑھ کر خوشی کے تیل سے مسح کیا گیا ہے، پس وہ "انسان ہے؛ لیکن اُسی نبی کے کلام میں وہ خدا کے برابر، ابدی کا ہم رُتبہ بھی کہلاتا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟ "یہ کون ہے؟" پاک رُوح جیسے خدا کی مجسم انسانی صورت میں ظہور کا مضمون، سرافیم کے ذہن کے لیے بھی نہایت شاق ہونا چاہئے تھا، "اور بارہا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہوگا، "یہ کون ہے؟"

میں تصوّر کر سکتا ہوں کہ اُس یادگار رات کو، جب پہلی کرسمس کی حمد نے آسمان اور زمین دونوں کو شاد کر دیا، فرشتے بیت لحم کے چرنی تک آئے اور نوزائیدہ کو دیکھ کر کہا، "یہ کون ہے؟" یہ جانتے ہوئے کہ وہی بستی ہے جس کے وہ مدتوں سے فرمانبردار رہے ہیں—خدا کا ابدی جلال والا بیٹا—انہوں نے ضرور تعجب کیا ہوگا کہ وہی بستی ایک شیر خوار بچے کے روپ میں پڑی ہے جہاں سینگ والے بیل چارہ کھاتے ہیں، یا ایک عورت کی چھاتی سے لپٹا ہے، اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہوگا، "یہ کون ہے؟"

اور میں تصوّر کر سکتا ہوں کہ وہ اُس کے بچپن کے بارہ برسوں کے دوران اُس کے پیچھے چلتے رہے، یا اُن سالوں میں جب وہ تنہائی اور گمنامی میں، بنی آدم سے پوشیدہ رہا۔ اگرچہ وہ اُسے مریم کا بیٹا اور یوسف کا خیال کردہ بیٹا جانتے تھے، مگر بیدار روحیں ہونے کے سبب انہوں نے اُس کی سیرت میں الوہیت کی پاک شعاعیں ضرور دیکھی ہوں گی۔ اُس کی پوشیدہ زندگی "کی یہ عجیب و آسمانی کمالت بارہا انہیں مجبور کرتی رہی ہوں گی کہ ایک دوسرے سے کہیں، "یہ کون ہے؟"

وہ بڑھئی کی دکان میں ہے، کلہاڑا اور رندہ چلاتا ہے، اور پھر بھی یہی وہ ہے جو اسرائیل کو مخلصی دینے والا ہے۔ یہ کیونکر ہے، اور یہ کون ہے؟ اور میں تصوّر کرتا ہوں کہ وہ اُس کی علانیہ خدمت کے تین برسوں میں بھی اُس کے ساتھ رہے؛ بیابان میں، جب وہ ابلیس سے آزمایا گیا، حالانکہ وہ سب کا خداوند اور شہزادہ و بادشاہ ہے۔ جب وہ اُسے بھوک اور سردی اور برہنگی میں دیکھتے، اور پہاڑ کی ننگی ڈھلوان پر اُس کی بے خواب راتوں کے گواہ ہوتے؛ جب وہ اُس کی جانکاه اذیت اور خونین پسینے میں اُسے سنبھالتے؛ جب وہ صلیب کے گرد جمع ہوئے—اُس کے سب ہولناک منظر میں—اگر اُن کی آنکھیں آنسو بہا سکتیں تو وہ وہیں بہا دیتے، اور کہتے، "یہ کون ہے؟"

جب وہ دفن ہوا، اور تین دن بعد قبر سے جی اُٹھا، تو ضرور فرشتگان آسمانی کے جُملہ لشکروں میں حیرت چھا گئی ہوگی۔ اُن میں سے بعض آئے اور ایک نے اُس جگہ کے سرہانے اور دوسرے نے پائے پر بیٹھ کر، جہاں یسوع کا بدن رکھا گیا تھا، اُس بڑے بھید پر شگفتگی سے غور کیا۔

ہم بہ خوبی سمجھ سکتے ہیں کہ انہوں نے اُس کی زندگی کے دوران ایسے سوالات کیے ہوں گے، کیونکہ جب وہ زندگی انجام کو پہنچی اور اُس کے نتائج ظاہر ہونا شروع ہوئے، اور جب ہمارا خداوند عالم بالا کو چڑھ گیا اور اسیری کو اسیر کر لیا، جلال سے ملبوس، اور جب وہ اُسے ملنے آئے، اور اُس جلوسِ ظفر میں شریک ہوئے، اور سنہری دروازوں کے قریب پہنچے، جب —"انغمے بلند ہوئے،" اے دروازو، اپنے سر اُٹھاؤ، اور اے ابدی دروازو، بلند ہو جاؤ، تاکہ جلال کا بادشاہ داخل ہو

تب آسمان کے دربانوں میں حیرت باقی تھی، کیونکہ انہوں نے کہا، "یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟" اور دوبارہ کہا، "لشکروں کا خُداوند کون ہے؟ یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟" اور انہیں دونوں جواب سننے پڑے؛ انہیں بتایا گیا کہ وہی ہے جو جنگ میں زبردست ہے، اور لشکروں کا خُداوند جو جلال کا بادشاہ ہے۔

کیا وہ اب بھی تعجب نہیں کرتے، جب وہ اپنے تاج شفاف سمندر پر ڈالتے ہیں، اور سفید پوش جماعت میں شامل ہوتے ہیں—کیا وہ اب بھی حیران نہیں کہ ایسا جلال والا ایک عورت سے پیدا ہوا، ایسا فنوس ابلیس سے آزمایا گیا، ایسا قادر مسکنت، برہنگی اور موت کا شناس ہوا؟

وہ زخم، وہ نشان، جو اب بھی نظر آتے ہیں، ضرور ایک مقدس تعجب اور پرسش بھرے سوال کا موضوع ہیں؛ اور جب وہ اُسے سجدہ کرتے ہیں، اُسے اُس حکمت کے طور پر پہچانتے ہیں جو ابتدا میں خُدا کے ساتھ تھی، اور جس کے بغیر کچھ بھی پیدا نہ ہوا جو ہوا۔ جب وہ اُسے ابدی کلمہ کے طور پر سجدہ کرتے ہیں—جو تمام چیزوں کا خالق اور قائم رکھنے والا ہے—تو ضرور، جب وہ اُس کی انسانی فطرت کو اُس کی الوہیت کے ساتھ ایسی اتحاد میں دیکھتے ہیں، وہ اُسے مقدس حیرت اور خوشی "بھرے تعجب سے دیکھتے ہیں، اور پوچھتے ہیں، "یہ کون ہے؟"

لیکن فی الحال ہمارا معاملہ فرشتوں سے نہیں، بلکہ بنی آدم سے ہے؛ اور اُن میں اس سوال کے پوچھنے کی کثرت بھی ہونی چاہئے اور کمی بھی۔ مقدس حیرت میں اس سوال کا پوچھا جانا زیادہ ہونا چاہئے، لیکن جہالت یا استہزاء میں کم ہونا چاہئے۔ یہ سوال، میری دانست میں، دونوں طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ بھید کو سمجھنے کی کوشش میں، جو اُسے سب سے زیادہ جانتا ہے وہ بھی کہہ سکتا ہے، "یہ کون ہے؟"

لیکن جو اُسے جاننا نہیں چاہتا، بلکہ اس عظیم بھید دینداری سے منہ موڑتا ہے، ایسے لاکھوں ہیں جو اب بھی کہتے رہیں گے، "یہ کون ہے، اور اس کے متعلق یہ شور و غوغا کیوں؟ اور ناصرت کے اس شخص پر یہ سب ہنگامہ کیوں؟"

چونکہ یہ سوال اب بھی بنی آدم میں پوچھا جاتا ہے، اور ایک لحاظ سے اس کا عام ہونا چاہئے، لیکن دوسرے لحاظ سے یہ کبھی نہ اٹھایا جانا چاہئے، اس لئے میں آج شب اس پر کلام کرتا ہوں۔

—اور سب سے پہلے ہم لیں گے

۱

یہ سوال جیسا کہ یروشلیم کے لوگوں کے بارے میں تھا:

میرا گمان ہے کہ یروشلیم میں ہمارے خُداوند کے بارے میں ایک عام سی واقفیت موجود تھی۔ وہ پیکل میں علانیہ کلام کرتا تھا۔ وہ کسی پوشیدہ مجلس یا اندھیروں میں چھپے استاد نہ تھے۔ وہ اُن کی گلیوں میں دکھائی دیتا تھا۔ اُس کے معجزات دسیوں ہزار لوگوں کی حیرت انگیز تحسین اور مشاہدہ کا موضوع بنے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے۔ اُن میں سے بہت سے اُس کے فروتن نسب کو یاد کر کے کچھ خوش ہوتے تھے: "کیا اُس کے بھائی سب ہمارے ساتھ نہیں؟" وہ اُس کی ماں کو جانتے تھے۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ اُس کے باپ کو بھی جانتے ہیں: "کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟" یسوع کے بارے میں ایک عام سا علم موجود تھا۔

پس انہوں نے یہ سوال جہالت میں نہ کیا، بلکہ کچھ سبب یہ بھی تھا—کہ اب وہ بالکل مختلف شان میں آیا تھا جس شان میں وہ پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اس سرزمین پر کبھی سواری پر بیٹھا ہو، سوا اُس ایک بار کے۔ اُس نے کبھی شان و شوکت یا جاہ و جلال کی صورت میں سفر نہ کیا تھا۔ وہ یروشلیم آیا اور گیا ایک عام شخص کے طور پر، کسی منصب کا دعویٰ کئے بغیر، سوائے واعظ کے۔

لیکن اس موقع پر وہ بادشاہ کی مانند آتا ہے، ایسی شان میں سوار ہوتا ہے جیسے وہ انسانوں سے عزت کا طلبگار ہو، بلکہ بادشاہی کا دعویٰ ہو، کیونکہ وہ فرماتا ہے: "دیکھ، تیرا بادشاہ آتا ہے، فروتن اور حلیم" پس انہوں نے کہا، "یہ کون ہے؟" کیا اِہی عجیب تغیر آیا ہے

، وہ فروتن مرد اپنے دشمنوں کے سامنے
"وہ تھکا ہوا مرد اور غموں سے بھرا ہوا۔"

کیا وہ سوار ہے اور وہ بھی لوگوں کی بلند بُشباری کے نعروں کے بیچ؟ وہ جو نہ جھگڑتا تھا، نہ چلاتا تھا، نہ اپنی آواز گلیوں میں سُناٹا تھا—کیا وہ اِس بیئت میں آتا ہے؟ پس اس تغیر سے نہایت متاثر اور حیران ہو کر انہوں نے کہا، "یہ کون ہے؟" ہاں! اور ہم اس سے یہ سیکھ سکتے ہیں کہ جب مسیح—جو اب بھی بنی آدم میں حلیم اور فروتن نجات دہندہ کے طور پر موجود ہے، اُن کی بدسلوکی کو برداشت کرتا ہے اور کہتا ہے، "اے تھکے ماندے لوگو، اُو، میرا جُوا اُٹھاؤ اور اُسے اُٹھائے پھرو، تو تمہیں

آرام ملے گا۔“ جب وہ جلد ہی بادشاہوں کا بادشاہ اور خُداوندوں کا خُداوند بن کر آئے گا، تو تمام زمین پکار اُٹھے گی، ”یہ کون ہے؟“

کیا یہ وہی شخص ہے جو کلوری پر خون بہاتا تھا؟ کیا یہ وہی ہے جو اپنے دشمنوں کے لیے دعا کرتے ہوئے جان دے گیا، اور اب لوہے کی چھڑی ہاتھ میں لے کر قوموں کو توڑنے اور کوزہ گر کے برتن کی مانند چکناچور کرنے آتا ہے؟ اُہ! بنی آدم پر کیا ہی حیرت چھا جائے گی جب وہ بادشاہ کو اُس کے جلال میں دیکھیں گے، جسے وہ اُس وقت نہ سمجھے اور نہ خدمت کی، جب وہ محبت کی حلیمی اور نرمی میں آیا تھا۔

یقیناً یروشلم کے لوگوں نے یہ سوال اس لیے بھی کیا کہ وہ اس غیر معمولی جوش سے متاثر ہوئے جس کے ساتھ لوگوں نے اُس کا استقبال کیا۔ لوگ اور وقتوں میں بھی پُرجوش ہوئے تھے، مگر وہ اُس وقت تھا جب وہ روٹیوں اور مچھلیوں سے سیر کئے گئے تھے، اور اُن کی جوش آوری کا سبب صاف ظاہر تھا۔ لیکن اِس موقع پر نہ روٹیاں تقسیم ہوئیں نہ مچھلیاں، اور پھر بھی یہاں ایک نہایت پرجوش ہجوم اُس کا استقبال کر رہا ہے۔ اگر وہ سب پوری یقین دہانی سے مانتے کہ یہی مسیح موعود ہے، تو بھی وہ اُس کا اِس سے زیادہ ظاہری شادمانی کے ساتھ استقبال نہ کرتے۔

یہاں اُن کے کپڑے اُس کے بیٹھنے کو بچھائے گئے، یہاں سڑک پر اُس کے گزرنے کے لیے کپڑے بچھائے گئے کہ اُس کے پاؤں مٹی سے نہ لگیں۔ درختوں سے شاخیں اُتاری گئیں، اور کھجور کی ڈالیاں آگے آگے اُٹھائی گئیں، اور سب کے منہ سے نعرہ بلند ہوا: ”بوشعنا! مبارک ہے وہ جو خُداوند کے نام سے آتا ہے!“ ہاں، اور جب دنیا ایک پُرجوش کلیسیا کو دیکھتی ہے، جب وہ ایسے لوگوں کے مجمع کو دیکھتی ہے جو مسیح کے ساتھ ویسا سلوک کرتے ہیں جیسا اُس کے لائق ہے، تو کہتی ہے، ”یہ کون ہے؟“

جو کلیسیا ہم عموماً دیکھتے ہیں وہ کبھی دنیا کے لوگوں میں تعجب پیدا نہیں کرتی۔ وہ بہ خوبی سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہے — ایسے لوگوں کا گٹھ جوڑ جن کے پاس اتنا مذہب ہے کہ اپنے آپ کو آرام دہ بنا سکیں اور باہمی تعریف و توصیف کی انجمن قائم کر سکیں۔ لیکن ایک حقیقی کلیسیا تو ایک ایسا مجمع ہے جو یسوع مسیح کی مدح سرائی کے لیے وجود میں آیا ہو، ایسے لوگوں کا مجمع جو سب ایک ہی سانچے میں ڈھل گئے ہیں کیونکہ وہ سب یکساں جوش میں ہیں، جیسے پگھلا ہوا لوہا ایک قالب میں بہہ کر ایک ہوجاتا ہے۔ وہ سب یکجان ہیں، مسیح سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ نہ صرف اپنے کپڑے اُس کی راہ میں بچھا دیں بلکہ اپنی جان کو بھی اُس کی راہ کا فرش بنا دیں، بلکہ چاہیں کہ اگر اُن کا خون بہہ کر مسیح کو جلال ملے تو وہ خوشی سے بہا دیا جائے۔

جب دنیا ایسی کلیسیا کو دیکھے گی، تب لوگ ایک دوسرے سے پکار کر کہیں گے، ”یہ کون ہے؟ یہ کون ہے جس کے گرد ایسا جوش جمع ہوا ہے؟“ خُدا کا جلال ہو، وہ دن ضرور آئے گا جب کلیسیا اپنی نیند سے جاگے گی۔ تب وہ اپنے آپ پر شرمندہ ہوگی کہ اپنے دُلہا کے ساتھ ایسا ناچیز سلوک کیا۔ جب وہ اُسے ویسا ہی پیار کرے گی جیسا کرنا چاہئے، اور اُس کے سر پر تاج رکھے گی جیسا رکھنا چاہئے، تب ساری زمین کہے گی، ”یہ کون ہے؟“

مجھے شک نہیں کہ یروشلم کے لوگوں کے سوال کا ایک سبب یہ بھی تھا—ہمارے خُداوند کو اُس وقت جس شان و شوکت میں پُرجوش ہجوم نے گھیر رکھا تھا، اُس کا عجیب سا رنگ۔ اُس میں بڑی خوبصورتی تھی، مگر وہ کتنی سادہ تھی! بالکل برعکس اُن رسمی جلوسوں کے، جو دنیا میں جاہ و جلال کے لیے نکالے جاتے ہیں۔ اے میرے بھائیو، اگر تم وہ شان دیکھو جس میں بڑے کابن—مثلاً روم میں—گلیوں سے گزرتے ہیں، جب آدمی جتوں میں ملبوس، نیلے اور سرخ اور باریک کتان میں، اور مور کے پروں سے آراستہ ہو کر چلتے ہیں، اور اُس بلند تخت کو اُٹھائے ہوئے ہوتے ہیں جس پر وہ شخص بیٹھتا ہے جو اپنے آپ کو ”اُس کی تقدس“ کہلاتا ہے—تو تم دیکھو گے کہ یہ سب کتنا مصنوعی ہے۔

اور چاہے وہاں کوئی نہ ہو جو حقیقت میں اس میں دلچسپی رکھتا ہو، پھر بھی وہی سب کچھ ہوگا۔ سچ ہے، بعض کو دلچسپی ہو سکتی ہے، مگر اگر نہ بھی ہو تو وہ سب کچھ ویسے ہی ہوگا۔ اور بادشاہوں اور امرا پر جو ستائش کی جاتی ہے—یہ تو سب ایک طے شدہ رسم ہے۔ فطری بات ہے کہ ہم خاک کے کیڑے جب کسی بادشاہ کو دیکھتے ہیں تو تالیاں بجائیں، اور یقیناً ایسے عام آدمیوں کا فرض ہے کہ اُن لوگوں کو نہایت عزت دیں جن کے رگ و ریشے میں کوئی خاص خون ہے۔ یہی دنیا کا دستور ہے، اور جب تک لوگ رواج کے غلام رہیں گے، ایسا ہی ہوگا، اور دنیا کے آدمی ہمیشہ ویسے ہی رہیں گے۔ ہم ہمیشہ رُتبے کی تعظیم کریں گے، خواہ اُس میں کوئی حقیقی شرافت ہو یا نہ ہو، اور کابن ہمیشہ ایسی تعظیم کو پسند کریں گے۔

مگر یہاں تو شان و شوکت کا انداز بالکل ہی مختلف تھا۔ یہاں ایک سادہ، عام سا آدمی تھا، جس کا لباس بس ایک عام دہقانی کی قمیص تھی—”بغیر سیون کا، اوپر سے بُنا ہوا“—ایک ایسا شخص جو کسی رُتبے کا دعویدار نہ تھا، جو اپنے آپ کو لوگوں سے الگ نہ کرتا تھا۔ اور یہاں، لوگوں نے فی البدیہہ اُس کے لیے ایک ایسی شان تیار کی جس کا ہر ذرہ سچا اور حقیقی تھا۔ یہاں کوئی نعرہ اس لیے بلند نہ ہوا کہ یسوع ناصری کے لیے نعرے لگانا دستور تھا۔ کوئی کپڑا راہ میں اس لیے نہ بچھایا گیا کہ اُس

کے منصب کا تقاضا تھا کہ اُس کی عزت کی جائے۔ یہ سب کچھ خالص، سچا اور حقیقی تھا، اور اے بھائیو! سن لو، اس جیسی شان کوئی اور نہیں۔

کیا ہی بڑا فرق ہے اُس عزت میں جو کسی پیارے بادشاہ کو دی جاتی ہے—جیسی ہم اپنے بادشاہ کو دیتے ہیں—اور اُس عزت میں جو ایسے بادشاہ کو دی جاتی ہے جیسا میں نے ابھی ذکر کیا، جسے محض بادشاہ ہونے کے سبب عزت ملتی ہے، مگر جس کے چلے جانے پر لوگ شاید اُسے اُسی قدر یا اُس سے بھی زیادہ خوشی سے رخصت کریں۔

ہمارے خُداوند یسوع مسیح کو دی جانے والی عزت تو محض اُس کی ذات کی خاطر تھی، اور اُس کام کی وجہ سے جو اُس نے حقیقۃً کیا تھا—لازماً کو زندہ کرنے کے باعث—اگرچہ میں یہ نہ کہوں گا کہ یہ صحیح روحانی محبت سے تھی، کیونکہ وہ ہجوم اُس کی گہری فطرت کو سمجھ نہ سکا کہ اُسے روحانی طور پر قبول کرے، مگر یہ ضرور تھا کہ اُس عجیب و غریب ہستی کے لیے ایک حقیقی احترام کے جذبے سے تھا۔ اس تمام منظر میں ایک فطری شان تھی جو یروشلیم کے باسیوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

شاید اُن میں سے بعض نے کبھی کسی قیصر یا پومپیئس کو جنگوں سے لوٹتے دیکھا ہو۔ شاید انہوں نے فتوحات کے جلوس اور اُن کی شان دار واپسی، اور سب پُر رونق تیاریوں کو دیکھا ہو، تاکہ ہر کوئی اُن کے استقبال میں شریک ہو سکے۔ وہ اُسے رُوم کا سب سے بڑا شخص کہتے تھے، جو رُوم کے گلے پر پاؤں رکھتا تھا۔ مگر ایسا منظر کبھی نہ دیکھا تھا کہ گلیوں کے بچے بھی “نعرہ ماریں، ”ہوشعنا! ہوشعنا! مبارک ہے وہ جو خُداوند کے نام سے آتا ہے!“ سو وہ کہنے لگے، ”یہ کون ہے؟“

یاد رکھو، یہ ہمیشہ اُن نمایاں باتوں میں سے ایک ہونی چاہئے جو مسیح کی فتوحات کو ممتاز کرتی ہے۔ یہ سرکاری مرتبے کی فتح نہیں، یہ ظاہری لباس، رسم اور جلوے کی چمک دمک نہیں، بلکہ یہ دلوں پر حقیقی اثر ہے، تاکہ لوگ یسوع سے اُسی لیے محبت کریں جو وہ حقیقت میں اُن کے لیے ہے۔ یہ کوئی بناوٹی تعظیم نہیں، جو محض جھکنے یا پرشکوہ رسومات پر مشتمل ہو، بلکہ یہ اس لیے ہے کہ لوگ اُس کا ذکر کر کے ہی خوش ہو جائیں، اور دل خود بخود، بغیر سکھائے، اُس کی حمد کا اپنا طریقہ ڈھونڈ نکالے، اور نئے نئے گیت تراشے تاکہ اُس خُداوند کو گائیں جس نے جلال کے ساتھ فتح پائی ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ مسیحی دین کی اصل خوبصورتی اُس کی سادگی ہے، اور خُدا کی کلیسیا کی خوبصورتی یہ ہے کہ اُس کی عبادت سادہ ہو—اُس کی ساری خوشی اور ساری شان وہ ہو جو سیدھے دل سے نکلے، جس میں کوئی جمی ہوئی رسم نہ ہو، کوئی تشریفات نہ ہوں، اور کسی رسمی رہنمائی یا قانون کی حاجت نہ ہو، بلکہ وہی کچھ کرے جو اندر کے احساس کا قدرتی اظہار ہو۔ اور جہاں ایسا ہو، دنیا پکار اُٹھتی ہے، ”یہ کون ہے؟“

پھر بھی اُس ہجوم میں بعض ایسے بھی تھے جو یہ سوال کسی احترام یا تعجب میں نہیں بلکہ محض طنزاً کرتے تھے، کہہ سکیں: ”یہ کون ہے؟ یہ کیا ہے؟ یہ سب فریب ہے، یہ مسیحا نہیں، یہ خُداوند کے نام سے نہیں آتا۔“ وہ اُس ہجوم کو حقارت سے دیکھتے تھے جو مسیح کے پیچھے چلتا تھا، اور کہتے تھے: ”یہ تو جاہلوں کا جتھا ہے، کیا حاکموں میں سے کسی نے اس پر ایمان لایا ہے؟ کیا ربی اُس کے پیچھے چلتے ہیں؟ کیا فقیہ اور سردار کابن اُس کو قبول کرتے ہیں؟ یہ کون ہے؟“ اور یہ بھی دراصل سچے مسیح کا ایک ثبوت ہے۔

جہاں کہیں وہ پورے طور پر منادی کیا جاتا ہے اور اُس کی قدرت پہچانی جاتی ہے، وہاں ضرور کچھ لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے جو انجیل کی اصل قوت سے بے خبر ہوں گے اور اُس پر ہنسیں گے، اور کہیں گے کہ اس میں تو صرف غریب لوگ آتے ہیں—گویا یہ پرانا کلام نہ کہا گیا ہو، ”غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے“—اور کہیں گے کہ اس میں تو صرف ان پڑھ لوگ ہیں—گویا انہوں نے نہ سنا ہو کہ خود رسول پولس نے خُدا کا شکر کیا کہ اُس نے ”جہاں کے نادان کو چُنا تاکہ دانا کو شرمندہ کرے، اور جو کچھ نہیں اُنہیں چُنا تاکہ جو کچھ ہیں اُن کو باطل کرے۔“ ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے جو خود تو بڑے چرواہے کی بادشاہی کی برکات سے لطف نہ اُٹھائیں اور اُن سب پر ہنسیں جو اُٹھاتے ہیں۔ پس ہم اُن کے طنز کو قبول کریں کہ وہی واحد خراج ہے جو وہ مسیح کو دے سکتے ہیں، اور یہ بھی اُسی کی فضیلت اور جلال کا سچا ثبوت ہے جیسے اُس کے پیروکاروں کی سنائش۔

—میں تمہیں یروشلیم کے لوگوں کے بارے میں اور نہیں روکوں گا، مگر اب دھیان دو کہ

II

یہ سوال ہمیشہ اُٹھے گا جب کبھی یسوع مسیح انجیل کی منادی کے وسیلہ سے کسی جگہ میں آتا ہے۔

آہ! اے میرے بھائیو، میں اُس امر پر، جو انجیل کی منادی کہلاتا ہے، اس طرح تنقید کرنے کو نہیں کہتا کہ اُسے مجموعی طور پر ملامت کروں، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ جہاں کہیں انجیل سادگی سے سنائی گئی ہے، نہ کہ انسان کی حکمت کے لہانے والے

الفاظ کے ساتھ، بلکہ عام فہم زبان کے سیدھے سادہ کلمات میں، جہاں کہیں مسیح محبت سے منادی گیا ہے، جہاں پورا پیغام حرارت اور غیرجانبداری کے ساتھ پہنچایا گیا ہے، وہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی مقام یا کسی زمانہ میں اُس نے اپنے آپ کو لوگوں کی توجہ کا مرکز نہ بنایا ہو، یا سوالات پیدا نہ کئے ہوں، یا لوگوں کو مجبور نہ کیا ہو کہ کسی نہ کسی طرف ہو جائیں۔ ہمیں کبھی یہ اندیشہ نہیں کرنا چاہئے کہ کوئی ایسا گاؤں ہے جہاں انجیل مناسب نہ ہو، یا اُس کے باشندے اس قدر پست حال ہوں کہ اُسے قبول نہ کرسکیں۔ اُسے وہاں لے جاؤ، وہ یا تو اُسے قبول کریں گے یا اپنے خطرہ پر رد کریں گے، مگر سننا اُن کے لئے لازم ہوگا۔ وہ اُس کی طرف ضرور متوجہ ہوں گے، اگرچہ قبول نہ بھی کریں، کم از کم سننے والے اور پرکھنے والے ضرور ہوں گے، اور یہ بھی کچھ کم نہیں۔

اور دوسری طرف، ہمیں یہ خوف بھی نہیں ہونا چاہئے کہ کہیں ہم انجیل کو اہل علم اور معزز طبقات کے سامنے لے جائیں۔ وہ جو کچھ بھی جانتے ہوں، یسوع مسیح کے کلام سے بڑھ کر کچھ نہیں جانتے، اور وہ کلام اُن کی توجہ پر بھی حکم رکھتا ہے۔ وہ اُس کا جائزہ لینے پر مجبور ہوں گے، اور اگر وہ اُن کے لئے زندگی کی خوشبو نہ بھی بنے، تو موت کی خوشبو ضرور ہوگی، اور دونوں صورتوں میں خدا کے حضور یسوع مسیح کی خوشبو ٹھہرے گی۔

ہمیں کبھی یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انجیل کو اپنی طرف سے کسی سجاوٹ کے اضافے سے خوشنما بنانے کی ضرورت ہے۔ وہ ایک تلوار کی مانند ہے جو بغیر دستے میں جواہرات جڑنے کے بھی کاٹتی ہے، کیونکہ اُس کا زور ہتھے میں نہیں بلکہ خود تلوار میں ہے۔ انجیل اپنے لئے راہ کاٹ کر بناتی ہے۔ میرا خیال نہیں کہ ہمیں کبھی اس حد تک گرنا پڑے کہ اتوار کے دن مشہور عام لیکچروں کا سہارا لیں، یا خطبوں کے لئے بناوٹی نعرے تراشیں۔ انجیل، اگرچہ صرف میان سے نکالی جائے اور رب کی ننگی تلوار کے طور پر بلند کی جائے، تو ضرور اپنی راہ خود بنا لے گی۔

اور آہ! ہم نے ماضی میں کیسا دیکھا ہے کہ جب انجیل کسی مقام پر آئی، اور گنہگاروں کی توبہ کا ذریعہ بنی، تو کیسا شور اٹھا! چھوٹا سا گاؤں، جو پرانے مینار کے سائے میں پھیلی تاریکی میں گہری نیند اور موت کی سی حالت میں پڑا تھا، وہاں کچھ میتھوڈسٹ آئے اور گاؤں کے میدان میں منادی کی، چند دل بدل گئے اور ایک چھوٹے کمرے میں جمع ہو گئے، اور پھر کیسا ہنگامہ برپا ہوا! گاؤں کے رئیس انہیں دباننا چاہتے تھے۔ ان غریب جھونپڑیوں میں رہنے والوں اور اوروں کے خلاف دھمکیاں بوئیں کہ وہ اپنی ملازمت کھو دیں گے، کرسمس کے تحفے ضرور ضبط ہوں گے۔ مگر یہ سب اس بات کا ثبوت تھا کہ انجیل میں اب بھی زور ہے۔ کم از کم بے دینوں کو بھڑکانے کا زور، اور اُن سادہ مردوں اور عورتوں کو برکت دینے کا زور جو اُسے قبول کرنے کو تیار تھے۔

کچھ ہی عرصہ میں ہم نے دیکھا کہ وہی سخت مخالف، جو انجیل کو مٹانے پر تلے تھے، اُس کے قدموں میں بیٹھے ہیں۔ بعض اُس کے منادی بن گئے، اور مسیح کی بادشاہی پھیلتی گئی۔ گاؤں سے گاؤں، شہر سے شہر تک مقدس حرارت پھیلتی گئی۔ وہ دن تھے جب وٹ فیلڈ اور ویزلی کے دور میں پوری قوم جیسے لمبی نیند سے جاگ اٹھی ہو۔ تب خدا کے چنے ہوئے ایک گروہ ملے جنہوں نے خوشی کے بھجن گانے شروع کئے، اور ہر شہر اور گلی میں خدا کی حمد کے نغمے بلند کئے، اور یہ سرزمین، جو گویا گناہ اور بدی میں جہنم کے دروازوں تک جا پہنچی تھی، آسمان کی راہ پر چل پڑی۔ خدا کا شکر ہو! کہ یہ برکت کبھی کلی طور پر مٹی نہیں، نہ مٹے گی، کیونکہ خدا اب بھی ایسے خدام کھڑا کرے گا جو یسوع مسیح کی منادی کریں گے، اور خمیر اب بھی اثر کرے گا، اور نمک اب بھی سڑاند میں مسیح کے لئے اثر رکھے گا، یہاں تک کہ وہ آئے جو جنگ کو شاندار فتح پر ختم کرے گا۔

لیکن میں جلدی سے اس طرف آتا ہوں کہ یہی عجیب اثر ایک اور صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے

III

جب مسیح کی انجیل ایک اکیلے دل میں آتی ہے۔

کیا تم میں سے بعض کو یاد نہیں کہ جب پہلی بار یسوع مسیح تمہارے دل میں آیا تھا؟ ہائے! مجھے خوب یاد ہے جب موسیٰ میرے دل میں آیا، شریعت اور بڑے احکام کے ساتھ، جب میں نے شریعت کی روشنی میں اپنے آپ کو گنہگار پایا، جب سینائی کی آگینی روشنی نے میرے بے شمار داغ دکھا دیئے، بلکہ یہ بھی آشکار کر دیا کہ میں سر تا پا ناپاکی اور سیاہی سے لپٹا ہوا ہوں۔ تب خادم میرے دروازے تک آیا، اور میں نے کلام کو سنا۔ وہ کلام محبت سے بھی سنایا گیا۔ تب والدین نے آنسوؤں اور دعا کے ساتھ مجھے کلام سکھایا، مگر مجھے کوئی تسلی نہ ملی، اور میرا دل گناہ کے احساس کے بوجھ تلے قید ہی رہا۔

پر کیا ہی فضل ہے جب خود یسوع مسیح آتا ہے۔ جب نہ خادم کا آنا ہوتا ہے، نہ واعظ کا، بلکہ خود یسوع مسیح کا آنا، جب یسوع گزر کر آتا ہے! میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض کو خوب یاد ہے وہ گھڑی جب اُس نے تمہارے پاس سے گزر کر تمہارے دل میں سکونت کی۔ تم نے اُس پر ایمان لایا۔ یہ چھوٹا سا کام تھا۔ تم نے یسوع پر ایمان لایا، اپنے سب کوششوں کو کہ اپنے اعمال

سے نجات پاؤ، چھوڑ دیا، رسموں پر اپنے انحصار کو، چاہے ماضی کا ہو یا آئندہ کا، ایک بارگی رد کر دیا، اور اپنے آپ کو اُس صلیب کے سامنے ڈال دیا جہاں آقا نے اپنا کفارہ بخش خون بہایا۔ تمہیں یہ یاد ہے۔ اور کیا تمہیں یاد نہیں وہ اطمینان جو تمہارے دل میں آیا۔ وہ اطمینان جو سب فہم سے بالا ہے؟ خدا کے وعدے تمہیں اُس وقت تک تسلی نہ دے سکے جب تک یسوع اُن کے ساتھ نہ آیا، اور تمہارے دل پر اُن کو لاگو نہ کیا۔ جب وہ اُن کو اپنے ہاتھ میں لا کر لایا تو وہ قوت سے بھرے تھے، مگر اُس کے آنے سے پہلے وہ تمہارے لیے کچھ نہ تھے۔

کیا تمہیں یہ بھی یاد ہے کہ تمہارے سب شک اور خوف کس طرح بھاگ گئے؟ وہ تمہاری جان میں شور مچا رہے تھے، مگر جب وہ نور تم پر پوری طرح چمکا، تو وہ پر لگا کر اڑ گئے، اور ایک بھی باقی نہ رہا۔ جہاں ابھی تم رو رہے تھے وہاں تم خوشی منانے لگے، اور اہوں کی جگہ نغمے بھر گئے۔ اور کیا تمہیں وہ بُری عادتیں یاد ہیں جنہیں تم توڑ نہ سکتے تھے؟ تم نے اُن سے لڑائی کی، مگر تم ایسے تھے جیسے کوئی آدمی لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہو۔ تم اپنی طاقت سے اُن زنجیروں کو توڑ نہ سکتے تھے۔ تم نے بار بار کوشش کی، مگر سب بے کار۔

مگر جب یسوع آیا، تم کتنے آزاد ہو گئے، کتنے رہائی پا گئے! (یہاں کسی نے پکار کر کہا، ”ہلّویاہ! خُدا کا جلال ہو۔ یسوع گزر رہا ہے۔“) میری خواہش ہے کہ بھائی کے اس دل کی پکار سے کوئی پریشان نہ ہو۔ ہم میتھوڈسٹ نہیں ہیں اور ایسے اظہار کو زیادہ پسند نہیں کرتے، مگر جب کوئی بھائی محبت سے ایسا کہہ دے تو یہ مجھے پریشان نہیں کرتا، اور تمہیں بھی نہ کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی تو میری خواہش ہوتی ہے کہ ہم میں بھی ایسی ہی للکار ہو جیسی پنٹکست کے دن آئی تھی، ”میں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟“ میری چاہت ہے کہ ہم بھی یہ خبر سب کو دے دیں کہ یسوع گزر رہا ہے اور ہمارے دل میں داخل ہو رہا ہے، جیسا کہ ابھی بھائی نے بتایا۔

ہاں، تمہیں یاد ہے وہ گھڑی جب مسیح تمہاری اُن بُری عادتوں کے پاس آیا جنہیں تم نے توڑنے کی کوشش کی مگر کبھی کامیاب نہ ہوئے، مگر اُس کے آتے ہی وہ ایسے گر گئیں جیسے سُن گٹھا جل کر ٹوٹ جائے۔ وہ گناہ کی موٹی رسیاں ٹوٹ کر غائب ہو گئیں، اور تمہیں وہ خوشی یاد ہے جو تمہارے دل میں بھری، جب تم نے کہا، ”میں معاف کیا گیا ہوں! میں معاف کیا گیا ہوں!“ جب تم اکیلے مقدس حیرت میں بیٹھے تھے اور اُنسو ایک کے بعد ایک تمہاری آنکھوں سے بہہ نکلتے تھے، اور تم کہہ رہے ”اے میری جان، خُداوند کو مبارک کہ، کہ میں کبھی اُس کو قبول کرنے اور اُس میں سلامتی پانے کو پہنچا“

اے پیارو! میں جانتا ہوں تم نے اپنے دل میں کہا، ”یہ کون ہے؟ یہ کیسا بے مثال مسیح ہے؟ یہ کون ہے جو مجھ میں ایسا عجیب بدلاؤ لا سکتا ہے؟ جو میرے مردہ دل کو زندہ کر سکتا ہے، جو برف کے پہاڑ کو پگھلا سکتا ہے، جو میری جان کے یخ بستہ کر سکتا ہے، جو مجھے موت کے سایہ کی وادی سے نکال کر روشنی اور نہایت جلال کی سرزمین میں لا سکتا ہے؟“

اور میں کہتا ہوں کہ اُس وقت سے آج تک تمہاری حیرت اُس پر ختم نہیں ہوئی۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے تم سخت کاروباری مصیبت میں تھے اور تمہارا دل بوجھل تھا۔ مگر جب تم تنہا دعا میں خُدا کے حضور گئے اور مسیح کو اپنے ساتھ مصیبت میں شریک دیکھا، آگ کی بھٹی میں تمہارے ساتھ کھڑا پایا، تو تمہارا دل کس قدر خوش اور سکون سے بھر گیا! تم نے اپنے آپ سے کہا، ”یہ کیسا شخص ہے جو مجھے دکھ میں بھی خوشی دے سکتا ہے، اور مصیبت کے بیچ میں بھی سکون عطا کرتا ہے؟“ کچھ عرصہ پہلے تم نے بچہ کھو دیا تھا، اور تم نے سمجھا کہ تمہارا دل ٹوٹ جائے گا، مگر جب تم نے یہ معاملہ یسوع کے سامنے ”رکھا تو تم نے صبر کیا اور کہا، ”یہ کون ہے جو مجھے اتنی تسلی دے سکتا ہے؟“

یا شاید تم ہم میں سے بعض کی مانند دن بہ دن اپنی جان سے پیارے کسی عزیز کی بیماری کی سست مگر یقینی ترقی کو دیکھ رہے ہو، اور تمہارا واحد سہارا یہ ہے کہ یسوع مسیح تمہارے ساتھ ہے، اور اُس کے سبب یہ بوجھ اُٹھانا اور راضی رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور شاید تمہیں مسیح کی خاطر بدنام کیا گیا، تمہاری نیک کوششوں کو غلط رنگ دیا گیا، مگر جب تم نے یہ سب اُس سے بیان کیا، تم نے کہا، ”یسوع کے لیے رسوائی قبول ہے اور شرم خوش آمدید،“ اور اُس سکون نے تمہیں کہنے پر مجبور کیا، ”یہ کون ہے؟“

میں آج رات صرف یہ کہہ سکتا ہوں، حالانکہ مجھے اپنے خُداوند کو اکیس برس سے جاننے کا شرف ہے، کہ میں اُس پر دن بہ دن زیادہ متعجب ہوتا ہوں کہ وہ میرے لیے، جو ایک بے کار کیڑا ہوں، ایسے عجائبات کر سکتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنا تم اپنے آپ کو پہچانو گے، اور جتنا تم فروتنی میں نیچے جھکو گے، اتنا ہی تمہارے دل میں یہ سوال اُٹھے گا، ”یہ کتنا جلالی مسیح ہے! اُس کے خون میں کتنی قدرت ہے، اُس کی شفاعت میں کتنا زور، اُس کے دل میں کتنی شفقت، اُس کے بازو میں کتنی قوت، اُس کی ذات میں کتنی ابدی ثابت قدمی کہ وہ اب تک مجھ پر نگاہ رکھے اور مجھے برکت دیتا رہے!“ تمہاری جان کہے گی، ”یہ کون ہے؟“

—پس، میں تمہیں اس پر مزید نہ روکوں گا، اور نہایت اختصار سے کہوں گا کہ

IV

وہ وقت آنے والا ہے جب یہاں موجود بعض یہ سوال بڑے خوف اور دہشت کے ساتھ پوچھیں گے:-

اگر ہم آج محبت اور تعجب کے ساتھ نہ پوچھیں تو جلد ہی ہمیں نہایت بےیت و دہشت کے ساتھ یہ سوال کرنا پڑے گا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ گھڑی کب ہوگی، کیونکہ وقت اور زمانے ہم پر ظاہر نہیں کئے گئے، لیکن یہ یقین ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں مسیح آسمان کے بادلوں پر آویں گے۔ جب باپ کے مقرر کردہ وقت کو پہنچے گا، وہی شخص جو کلوری پر مصلوب ہوا، اور جو زیتون کے پہاڑ پر اپنے شاگردوں کے بیچ سے اٹھا لیا گیا، اسی طرح پھر آسمان سے اترے گا جس طرح وہ اوپر گیا تھا۔

وہ جس طرح شخصی طور پر اوپر گیا اسی طرح شخصی طور پر آئے گا، اور جب آئے گا تو اکیلا نہ ہوگا جیسے پہلی بار آیا تھا، بلکہ اپنے باپ کے جلال میں اور اپنے تمام پاک فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ کیا حیرت اور کیا شرمندگی چھا جائے گی اُن کے دلوں پر جنہوں نے اُس کے وجود ہی کو جھٹلایا، جنہوں نے اُس کی الوہیت کا انکار کیا، جنہوں نے اُس کی قدرت کے مقابل ڈٹے رہے!

بیہودی کیا کہے گا جب اُس پر نگاہ کرے گا جسے اُس نے چھیدا؟ غیر قوم کیا کہے گی جب اُس کو دیکھے گی جس کو اُس نے حقیر جانا؟ زمین کے بڑے بڑے لوگ کیا کہیں گے جب اپنی قبروں سے جی اُٹھیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ جنہیں وہ حقیر سمجھتے تھے کس قدر عظیم ہیں، اور وہ خود کس قدر چھوٹے؟ زمین کے دولت مند کیا کہیں گے جب وہ خود کو برہنہ اور فقیر پائیں گے، اور وہ بادشاہ جسے وہ کچھ نہ سمجھتے تھے جلال سے ملبس ہوگا؟ اے! وہ عیش پرست کیا کہے گا جس نے کہا تھا، ”مسیحیت کے لئے میں اپنی انگلی کی ایک جنبش بھی نہیں دیتا“؟ وہ کافر کیا کہے گا جس نے مسیح کے نام پر لعنت اور اہانت کی تھی؟

دیکھو! وہ تخت نشین ہے، ایسی عظمت میں جو آفتاب سے بھی زیادہ چمکتی ہے۔ وہ وہاں ابدی ہستیوں سے گہرا ہے، جن میں سے ہر ایک آفتاب کی مانند چمکتا ہے، کیونکہ راستبازوں سے یہی وعدہ ہے۔ نرسنگا بجتا ہے، ہر کان اُس کی آواز سنتا ہے، اور سمندر اور خشکی سے سب مُردے جی اُٹھتے ہیں، بے شمار جماعت۔ کتب کھول دی جاتی ہیں روشنی کے شعلوں میں، اور ایک آواز ہے جو بنی آدم کے مقدر کو سناتی ہے۔ وہی یسوع ہے جو کہتا ہے، ”اے ملعونوں! مجھ سے دُور ہو جاؤ“، اور وہی کہتا ہے، ”اؤ، اے میرے باپ کے مبارک لوگو“۔

آہ! کیا بےیت اور ندامت سے ہجوم اپنے ہاتھ مروڑے گا جب وہ دریافت کرے گا کہ ناصرت کا آدمی اور مریم کا بیٹا دراصل ازل سے ابد تک باپ کا بیٹا ہے، اور اُس کے وہ دشمن جنہوں نے نہ چاہا کہ وہ اُن پر بادشاہی کرے، اُس کے جلال کے ظہور سے بالکل فنا کر دینے جائیں گے جب وہ اپنی قدرت کے ساتھ آئے گا۔

اے! اُس روز یہ سوال کس قدر دہشت کے ساتھ پوچھا جائے گا، ”یہ کون ہے؟“ اور اُس کا جواب کس قدر ہولناک ہوگا۔ بہتر ہے کہ آج ہی تم فروتنی اور جستجو کے ساتھ پوچھو، ”یہ کون ہے؟“ اور اگر تم یہ سوال کرو تو یہ چند الفاظ تمہیں بتاتے ہیں، اور خُدا کرے کہ جو میں تمہارے کانوں سے کہہ رہا ہوں وہ خُدا تمہارے دل میں کہے۔ یہ کون ہے؟ یہ یسوع مسیح ہے، سب کا خُدا، ابد تک مبارک۔ اُس نے بنی آدم سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے پسند کیا کہ خود مر جائے مگر وہ نہ مریں۔ وہ دُنیا میں آیا، ہماری بشریت کو اختیار کیا، اور عمانوئیل یعنی ”خُدا ہمارے ساتھ“ بن گیا، اور جب انسان کی صورت میں پایا گیا تو اپنے آپ کو فروتن کیا، یہاں تک کہ موت بلکہ صلیب کی موت تک فرمانبردار رہا۔

اُس نے اُٹھایا تاکہ ہم نہ اُٹھائیں
باپ کے راستباز قہر کو۔

اور جو کوئی اس شخص پر، جو خُدا بھی ہے، جو انسان کے لئے مقررہ فدیہ ہے، بھروسہ کرے گا، وہ نجات پائے گا۔ لیکن اگر تم اُس پر بھروسہ کرو تو تمہیں اُسے اپنا بادشاہ ماننا ہوگا، اور اُس کے فضل سے اب سے ہمیشہ اُس کی خدمت کرنی ہوگی، اور اُس کی خدمت راحت ہے، اُس کی خدمت پاکیزگی ہے، اور پاکیزگی تمہارے لئے لذت ہوگی۔ اے! کاش کہ تم یہ جان کر کہ وہ کیسا نجات دہندہ ہے—الوہیت اور انسانیت کا ایک وجود میں ملاپ، موت کا مزہ چکھنے والا، مردوں میں سے جی اُٹھنے والا، اور خُدا کے دہنے ہاتھ پر بیٹھا ہوا—یہ کہہ دو، ”میں جانتا ہوں یہ کون ہے؟“، اور پھر، ”میں اُسے قبول کرتا ہوں، وہ ہمیشہ کے لئے میرا ہے۔“ خُدا تمہیں یہ رضا مند دل بخشے کہ تم ایسا کرو، اور برکت تمہاری ہوگی اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُس کا۔ آمین۔

آیت 15۔ تو کوشاں رہ کہ اپنے آپ کو خدا کے حضور مقبول کر، ایسا کام کرنے والا جو شرمندہ نہ ہو، اور جو حق کے کلام کو راست طور پر تقسیم کرے۔

یہ ایک تمثیل ہے جو قربانی کے وقت کابن کے عمل سے لی گئی ہے۔ کابن بیل کو کاٹ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا اور ہر حصہ اپنے مرتبہ و قاعدہ کے مطابق رکھتا۔ یا جیسا بعض کا خیال ہے، یہ اس باپ کی مثال ہے جو دستر خوان پر بیٹھا گوشت کاٹ کر ہر بچے کو اس کا حصہ دیتا ہے۔ پرانے استاد ٹریپ نے کہا کہ "کچھ ایسے خادم ہیں جو جیعونیوں کے لائق ہیں، لاویوں کے برگز نہیں، کیونکہ وہ لکڑی کاٹنے کی حکمت بھی نہیں جانتے، چہ جائیکہ خدا کی قربانی کو تقسیم کرنے کی فنکاری "جانیں۔

اے بھائیو، بہتر ہے کہ کلام خدا کو اس طور پر سنبھالو کہ جب ملامت کی حاجت ہو تو ملامت دو، جب نصیحت کی ضرورت ہو تو نصیحت کرو، اور جب تسلی کی ضرورت ہو تو تسلی دو؛ ورنہ ہم نقصان پہنچاتے ہیں۔ جیسے پرانی حکایت میں بیوقوف نے گدھے کو بڈی اور کتے کو گھاس دی، ویسے ہی کچھ لوگ غلط نصیحت دے ڈالتے ہیں۔ نہ اس لیے کہ نصیحت بذاتِ خود غلط ہو، بلکہ اس لیے کہ اس کا موقع و محل غلط ہے۔

آیات 16-17۔ لیکن بے دینی اور فضول بکواس سے بچ، کیونکہ وہ زیادہ بے دینی کی طرف بڑھتی ہیں، اور ان کی بات ایسے کھاتی ہے جیسے کھاؤ۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو تب تک خوش نہیں رہتے جب تک اپنے دین کو جھگڑے کا میدان نہ بنا لیں۔ وہ کلام مقدس کا ایک لفظ پکڑ لیتے ہیں اور اسی پر اڑ جاتے ہیں۔ اس میں انہیں موقع ملتا ہے کہ خدا کی ساری کلیسیا پر عیب نکالیں، سچائی کے تمام خدموں پر نکتہ چینی کریں، اور اس میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ سو بے دینی اور فضول باتوں سے پرہیز کر۔ مارٹن لوتھر نے کہا کہ اس کے زمانے میں کچھ لوگ اس قدر لفظی موشگافی میں غرق تھے کہ جب ایک نے ایوب کی کتاب پر شرح کی، تو لوتھر نے کہا کہ دسویں باب تک پہنچتے پہنچتے ایوب ہزار بار ان مفسروں کے ہاتھوں زیادہ ستایا گیا تھا بہ نسبت اس کے کہ جب وہ گوبر کے ڈھیر پر اپنے نقصان سہتا تھا۔ حقیقتاً بہت سے حقائق کلام مقدس ضرر کا باعث بن جاتے ہیں کیونکہ لوگ انہیں محبت کے رشتے بنانے کے بجائے جھگڑوں کے مواقع بنا لیتے ہیں۔

اے بھائیو، کلیسیا کے مستحکم عقائد کو تھامے رہو، مگر انہیں فضول سوالات میں نہ بدلو۔ جو کچھ خدا سے پایا ہے وہ جھگڑا کرنے کے لیے نہ سیکھو، نہ تفرقہ ڈالنے اور نہ خدا کے لوگوں کو گالیاں دینے کے لیے؛ بلکہ ایک دوسرے سے محبت رکھو اور حق کو محبت میں تھامے رہو، روح کی یگانگت اور کامل محبت کے بندھن کو ڈھونڈو۔ کیونکہ جو لوگ ایسے سوالات کھڑے کرتے ہیں، ان کا کلام ایسے کھاتا ہے جیسے سرطان جو بڈیوں تک پہنچ کر تندرست گوشت کو سڑا ہٹ میں بدل دیتا ہے۔ افسوس! مسیح کی کلیسیا میں بہت سے جھگڑوں نے یہی نقصان کیا ہے۔

آیات 17-19۔ جن میں ہمنیس اور فلیٹس ہیں، جو حق کے بارے میں بہک گئے اور کہتے ہیں کہ قیامت گزر چکی ہے، اور بعض "کے ایمان کو اُلٹ دیتے ہیں۔ تو بھی خدا کی بنیاد مضبوط کھڑی ہے، اور اس پر یہ مہر ہے کہ "خداوند اپنے لوگوں کو جانتا ہے۔ رسول کس قدر محتاط ہے کہ ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ خدا کے لوگ گمراہ ہو گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ بعض کا ایمان اُلٹ گیا، مگر خدا کی بنیاد اب بھی قائم ہے۔ اے بھائیو، جب کبھی ظاہری ارتداد دیکھو تو یہ نہ سمجھو کہ خدا کے لوگوں میں سے کوئی ہلاک ہو گیا۔ برگز نہیں، کیونکہ خداوند اپنے لوگوں کو جانتا ہے۔

آیات 19-21۔ اور جو کوئی مسیح کا نام لیتا ہے وہ بدی سے کنارہ کرے۔ لیکن ایک بڑے گھر میں سونے اور چاندی کے برتن ہی نہیں، بلکہ لکڑی اور مٹی کے بھی ہوتے ہیں؛ اور بعض عزت کے لیے اور بعض بے عزتی کے لیے۔ سو اگر کوئی اپنے آپ کو ان سے پاک کرے، تو وہ عزت کا برتن ٹھہرے گا، جو پاک کیا گیا ہو، مالک کے کام کے لائق اور ہر نیک کام کے لیے تیار ہو۔ جب شہید فلیوٹ ایک جوان کو، جو مسیح کے لیے مرنے والا تھا، نصیحت کر رہا تھا، اس نے کہا: "اے بھائی، تو اپنے مالک کے بڑے گھر کا برتن ہے، اور آج وہ تجھے خوب صاف کرے گا، سخت رگڑے گا؛ مگر یاد رکھ، تو جلد ہی طاق پر رکھ دیا جائے گا، چمکتا اور جلالی۔" ہاں، کبھی مصیبتیں اور آزمائشیں خدا کے برتنوں کو اس لیے رگڑتی اور مانجتی ہیں تاکہ وہ آسمان کے لیے چمک اُٹھیں۔ ہمیں سب کو گناہ آلود خواہشات اور جسم و دنیا کی آلودگی سے پاک ہونا ہے، تب ہی ہم مالک کے کام کے لائق ٹھہریں گے۔

آیت 22۔ اور جوانی کی خواہشات سے بھاگ۔

ان سے بھاگ نکل، ان سے لڑائی کا فائدہ نہیں۔ شیطان سے لڑو، اس کا مقابلہ کرو تاکہ وہ بھاگ جائے، مگر جسم کی خواہشات سے نہ لڑو۔ ان سے بچ نکل۔ اگر تو اپنے آپ کو جسمانی آزمائشوں میں ڈالے گا تو یقیناً ان میں گر پڑے گا۔ "جوانی کی خواہشات سے بھاگ"۔ اور چونکہ چلتے رہنا ہے، اس لیے پیچھے کچھ اور لگ جا

آیات 22-23۔ بلکہ راستبازی، ایمان، محبت اور سلامتی کا پیچھا کر، اُن کے ساتھ جو پاک دل سے خداوند کو پکارتے ہیں۔ اور بے وقوفانہ اور نادان سوالات سے بچ، کیونکہ وہ جھگڑوں کو جنم دیتے ہیں۔
یہ ہمیشہ بہتر ہے کہ ان سوالات سے بچا جائے جو صرف جھگڑے پیدا کریں، سوائے اس کے کہ وہ نہایت اہم اور زندگی بخش موضوعات ہوں۔ کیونکہ اے بھائیو، روح کی یگانگت کو قائم رکھنا کتنا ضروری ہے، اور مسیحی بھائیوں میں محبت کو باقی رکھنا کتنا مبارک ہے! مگر کچھ لوگ نفاق پیدا کرنے کے لیے ملک بھر میں پھرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے مسیح کے بدن کو چیرتے پھاڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہو، ان کی صحبت نہ ڈھونڈو، اور ان کے قریب نہ جاؤ، مبادا ان کا سرطان تجھے بھی آلودہ کرے۔

آیات 24-26۔ اور خداوند کا خادم جھگڑالو نہ ہو، بلکہ سب سے نرمی سے پیش آئے، تعلیم دینے کے قابل اور برداشت کرنے والا ہو،
نرمی سے اُن کو نصیحت کرے جو اپنے آپ کے مخالف ہیں، شاید خدا انہیں توبہ عطا کرے کہ وہ حق کو پہچانیں، اور شیطان کے پھندے سے چھوٹ کر اپنی جان بچائیں، کیونکہ وہ اس کی مرضی سے اس کے قیدی بنے ہوئے ہیں۔
پس یہاں مسیحی خادم کا فرض بیان کیا گیا ہے، بلکہ ہر مسیحی کا بھی۔ اُوہم روح القدس کے فضل سے اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ایک ساتھ ثابت قدم، نرمی والے، محبت رکھنے والے، اور پھر بھی یسوع میں جو حق ہے اس پر قائم اور سچ کے وفادار۔